توسیع شدہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا حکم

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم اما بعد

خادم الحرمین شاہ فہد کا حرم نبوی کی توسیع کا منصوبہ قریب الاختتام ہے اور مسجد نبوی کی توسیع جو متعدد بار مختلف حالات و واقعات میں پیش آچکی ہے اس کے ذکر کرنے کا یہ موقع نہیں ہے البتہ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسجد نبوی کی توسیعی عمارت مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے یا نہیں۔

سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

صلاة فی مسجدی هذا خير من الف صلاة فيما سواه الا المسجد الحرام

ترجمہ: میری مسجد میں نماز ایک ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے اس سے جو اس کے علاوہ ہے ماسوائے مسجد حرام کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کردہ مسجد میں فرض نماز ادا کرنے پر اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل میں کچھ اختلاف ہے۔

۱۔ کیا نوافل ادا کرنے والے کو اضافی ثواب ملتا ہے۔

۲۔ کیا اس نمازی کو بھی اضافی اجر ملے گا جس نے اس حصہ میں نماز پڑھی جسے رسول اللہ کے بعد وسیع کیا گیا؟

۳۔ کیا اجر کا اضافہ نماز کے ساتھ ہی خاص ہے یا اس کے علاوہ کی ادائیگی میں بھی

دو گنا اجر ملے گا۔

پہلا سوال: بعض علماء کے نزدیک نوافل کا اجر مکہ اور مدینہ دونوں مسجدوں میں بڑھ جاتا ہے۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں

واعلم ان مذہبنا انہ لا یختص ہذا التفصیل بالصلاۃ فی ہذین المسجدین الفریضۃ بل یعم الفرض والنفل جمیعاً وبہ قال مطرف من اصحاب مالک

اور جان لیجئے کہ ہمارے نزدیک نماز کی یہ فضیلت دونوں مسجدوں میں فرائض کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ فرائض و نوافل دونوں کے لئے عام ہے اور ایسے ہی اصحاب مالک سے مطرف کا قول ہے۔

اور حنفیہ سے طحاوی اور مالکیہ سے ابن ابی زید کا خیال ہے کہ اجر کا اضافہ فرائض سے خاص ہے نہ کہ نوافل سے اور امام شافعی عموم حدیث، صلاۃ فی مسجدی سے اپنی دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ نفل و فرض دونوں پر مشتمل ہے۔

حنفیہ اور مالکیہ کی دلیل یہ حدیث ہے

علیکم بالصلاۃ فی بیوتکم فان خیر صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ (صحیح مسلم)

نمازوں کو گھروں میں پڑھا کرو بے شک آدمی کی نماز اپنے گھر میں بہتر ہے ماسوائے فرائض کے

یہ کہتے ہیں کہ جب نفلی نماز گھر میں ادا کرنے کی فضیلت نص حدیث سے ثابت ہے تو اس کا اضافی اجر مسجد میں نہیں مل سکتا اور اگر اس کا اجر مسجد میں بڑھ جائے تو اس کا مسجد میں ہی ادا کرنا بہتر ہے اور یہ مذکورہ صحیح حدیث کے خلاف

ہے۔

ان دونوں اقوال میں یوں تطبیق دی ہے

ویمکن ان یقال لامانع من القاء الحدیث علی عمومہ فتکون صلاۃ النافلۃ فی بیت بالمدینۃ او مکۃ تضاعف علی صلاتھا فی البیت بغیر ھما وکذا فی المسجدین وان کانت فی البیوت افضل مطلقا۔ (فتح الباری ج۳ ص۶۸)

کہا جا سکتا ہے کہ حدیث کو اپنے عموم پر برقرار رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں اس طرح کہ وہ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے کسی گھر میں نفل نماز کا اجر زیادہ ہو گا برعکس اس گھر کے جو ان دونوں شہروں کے علاوہ ہو، اور ایسے دونوں مسجدوں میں اجر اضافی ہو گا اگرچہ گھروں میں (نوافل) مطلقا افضل ہیں۔

اور کیا اضافہ اجر و ثواب میں ہے یا نماز کی تعداد میں؟ علماء اس پر متفق ہیں کہ

نماز کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے نہ کہ تعدادِ نمازمیں، کہ اگر کوئی دو یا زیادہ نمازیں مسجد حرام یا مسجد نبوی میں پڑھے گا تو اس سے وہی نمازیں کفایت کریں گی اور اس کے لئے اجر میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ واللہ اعلم

دوسرا مسئلہ: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ:

مسجد کا اضافی و توسیعی حصہ مسجد ہی تصور ہوتا ہے نمازی کسی بھی اضافی حصہ میں نماز پڑھے اس کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو گا جیسا کہ وہ اس حصہ میں نماز پڑھے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنایا ہو امام مالک رحمتہ اللہ سے مسجد نبوی کی حد کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا اصلی حد جو موجودہ ہے یا وہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے زمانہ میں تھی۔ انہوں نے جواب دیا اس کی موجودہ حد ہی اصل حد ہے پھر آپ نے فرمایا اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو خلفاء راشدین صحابہ کی موجودگی میں توسیع کی اجازت نہ دیتے کسی نے انکار نہیں کیا۔ اور محب الطری لکھتے ہیں کہ

ان المسجد المشار الیہ فی حدیث المضاعفة ہوما کان فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم مع زید فیہ، (وفاء الوفار ج۱ ص۳۵۷)

بے شک جس مسجد کا اضافہ حدیث المضاعفہ میں کیا گیا ہے اس سے مراد وہ مسجد ہے جو آپ کے زمانہ میں توسیع سمیت تھی۔

اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ مسجد نبوی کی توسیع کا بھی مسجد ہی کا حکم ہے اور جو اس (توسیع) میں نماز پڑھے اس کیلئے دوگنا اجر ہوگا۔ اور فرماتے ہیں کہ

وہو الذی یدل علیہ کلام الائمتہ المتقدمین و عملہم وکان الامر علیہ فی عہد عمر و عثمان رضی اللہ عنہما فان کلا منہما زاد قبلتہ المسجد وکان مقامہما فی الصلوت الخمس فی الزیادہ، وکذالک الصف الاول الذی ہوافضل مایقام فیہ، ویمتنع ان تکون الصلاۃ فی غیر مسجدہ افضل منہا فی مسجدہ و ماعلمت لہ سلفا فی ذالک۔ (وفاء الوفاء ج۱ ص۳۵۷)

آئمہ متقدمین کی گفتگو اور ان کے عمل ایسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں اور اسی پر حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں عمل تھا اور ان دونوں بزرگ ہستیوں نے مسجد کے قبلہ کی جانب توسیع فرمائی اور یہ دونوں حضرات توسعی حصہ میں ہی

کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے تھے اور پہلی صف کا اہتمام بھی اس حصہ میں ہوتا تھا جو کہ افضل مقام ہوا کرتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ آپ کی مسجد کی نسبت کسی دوسری جگہ میں نماز افضل ہو کم از کم مجھے میری معلومات کے مطابق اسلاف میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی ہے۔

اسی موقف کی تائید میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آثار بھی وارد ہوئے ہیں کہ آپ نے مسجد کے شمالی حصہ میں اضافہ کیا تو فرمایا

لوزدنا فيه حتى نبلغ الجبانته كان مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم

اگر ہم اس میں توسیع کرتے کرتے جبانہ تک پہنچ جاتے تو بھی مسجد ہی شمار ہوتی۔ اور یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر مسجد نبوی کو ذوالحلیفہ تک بڑھا دیا جاتا تو وہ بھی مسجد کا حصہ بن جاتا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لو بني هذا المسجد الى صنعاء كان مسجدى

اگر اس مسجد کو صنعاء (یمن) تک بڑھا دیا جاتا تو وہ میری مسجد ہی رہے گی یحییٰ نے عمر بن ابی بکر الموصلی سے ثقہ علماء کے ذریعہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ

قال رسول الله على الله عليه وسلم هذا مسجدى وما زيد فيه فهو منه ولوبلغ مسجدى صنعا، كان مسجدى

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ میری مسجد ہے اور جو اس میں توسیع کرتے کرتے صنعا تک بڑھا دیا جائے تو میری مسجد ہی رہے گی۔

یہ وہ آثار ہیں اگرچہ ان آثار میں صحت کی شروط مفقود ہیں کیونکہ پہلے اور تیسرے میں متروک روای موجود ہیں اور چوتھا منقطع ہے ہاں البتہ ایک دوسرے سے مل کر تقویت کا باعث ہیں اور یہ بات ان حضرات کے قول کو مضبوط کرتی ہے جو مسجد نبوی کے اس توسیعی حصہ میں نماز ادا کرنے پر زیادہ اجر و ثواب کے قائل ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تعمیر کیا گیا ہے۔

البتہ امام نووی یہ فضیلت اس مسجد کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی نہ کہ جو بعد میں توسیعی حصہ۔ (مسلم نووی ج۹ ص۱۶۶) اور یہی رائے ابن عقیلی الحنبلی کی ہے (وفاء والوفاء ج ۱ ص ۳۵۸)

اور رہا کچھ علماء کا اس اشارہ سے سمجھنا (صلاۃ فی مسجدی ھذا) آنحضور کے زمانہ ہی کی خاص مسجد ہے اور اسی میں ہی اجر و ثواب بڑھتا ہے تو اس میں جمہور علماء اور آئمہ کرام کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہاں کوئی مفہوم مخالف نہیں ہے مسجد نبوی کے علاوہ دیگر مساجد کیلئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد علمائے سلف وہ سب کے سب اس توسیعی حصہ میں نماز ادا کیا کرتے تھے جو حضرت عمر، عثمان، ولید اور مہدی کے دور میں تعمیر کئے گئے تھے اور مسجد نبوی کے کسی بھی حصے میں تفریق نہیں کرتے تھے۔ ماسوائے روضہ مبارکہ کے (روضہ: جو حصہ آپؐ کے منبر اور قبر مبارک کے درمیان ہے) اس جگہ کی فضیلت کئی صحیح احادیث سے ثابت ہے اور جو حضرات مسجد کے توسیعی حصہ میں اجر کے اضافہ کے قائل نہیں ہے وہ مسجد نبوی کا وہی حصہ مراد لیتے ہیں جو کہ آپؐ کے دور میں تھا اس لئے کہ وہی خاص افضل ہے جس کی طرف اشارہ ہے نہ کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا حصہ۔

سمہودی (جو کہ مورخ مدینۃ الرسول ہے) نے حدیث کے اس مفہوم کو بالکل پسند نہیں کیا اور وہ کہتے ہیں

وتمسک من ذهب الی التخصیص الاشارة فی قولہ (مسجدی هذا) انما جاء بها لیدفع توهم وخول سائرالمساجد المنسوبتہ لہ بالمدینہ غیر هذا المسجد، لا لاخراج ما سیزاد فیہ، وقد سلم النووی ان المضاعفتہ فی المسجد الحرام تعم مازیدفیہ فلیکن مسجد المدینہ کذالک۔ (وفاء الوفاء ج۱ ص۳۵۸)

اور جس نے اشارہ مسجدی ھذا سے مخصوص حصہ مراد لیا ہے یہ درست نہیں ہے یہ اشارہ تو اس وہم کو دور کرنے کیلئے کہ یہ فضیلت مدینہ منورہ کی ان تمام مساجد کیلئے ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوں یہ اشارہ اس لئے نہیں ہے کہ جس حصہ کی مسجد نبوی میں توسیع کی جائیگی وہ خارج کیا جائے اور امام نووی نے مسجد حرام کے توسیعی حصہ میں اضافی اجر و ثواب کو تسلیم کیا ہے مسجد نبوی کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے (وفاء الوفاء جلد ۱ ص ۳۵۸)

اس بات سے یہ ثابت ہے کہ جو حصہ نو تعمیر شدہ ہے اس میں بھی ثواب اضافی ملتا ہے جو کہ آنحضور کے دور میں نہ تھا اور اسی سے ان حضرات کے قول کا ضعف ثابت ہو جاتا ہے جو کہ توسیعی حصہ میں اجر کے بڑھنے کے قائل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

تیسرا سوال:۔ جو بعض علماء نماز کے علاوہ اعمال خیر میں اجر کے بڑھنے کے قائل نہیں ہیں ماسوائے نماز کے جو کہ مدینہ منورہ میں ادا کئے جائیں جیسا کہ مکہ

مکرمہ میں ہیں سمہودی کہتے ہیں کہ

وینبغی ان لایختص هذا التضعیف بالصلاة بل سائر انواع الطاعات کذالک قیاسا علی ماثبت فی الصلاة۔

چاہیئے کہ اس ثواب کے بڑھوتی کو نماز کے ساتھ ہی خاص نہ کیا جائے بلکہ یہ تمام افعال خیر کو بھی شامل ہے اس پر قیاس کرتے ہوئے جو کہ نماز کیلئے ثابت ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۲۳)

اسی طرح امام غزالی فرماتے ہیں کہ "ان الاعمال فی المدینۃ تتضاعف" کہ اعمال (خیر) کا اجر مدینہ طیبہ میں بڑھ جاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے

(صلاة فی مسجدی هذا افضل من الف صلاة فیما سواه الاالمسجد الحرام)

کہ میری اس مسجد میں نماز اس کے علاوہ نماز سے ایک ہزار نماز سے بہتر ہے ماسوائے مسجد حرام کے۔ پھر آپ نے فرمایا (فکذالک کل عمل بالمدینہ بألف) اور ایسے ہی ہر عمل مدینہ میں یک ہزار درجہ بڑھ جاتا ہے اور ایسے ہی ابن النجار کے نزدیک تمام حسنات کا اجر مدینہ میں بڑھ جاتا ہے (حوالہ سابق ج ۱ ص ۷۷) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلاة الجمعة فی المدینة کالف صلاة فیما سواه۔ ۱۔

عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کہ آپؐ نے فرمایا

(صیام شهر رمضان فی المدینة کصیام الف شهر فیما سواه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز ایک ہزار نماز کی مانند ہے بغیر کسی دوسری مسجد میں۔

۱

آپ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں رمضان المبارک کے روزے ایک ہزار ماہ کے روزے رکھنے کے برابر ہے۔ (اخبار مدینتہ الرسول ص ۳۵)

دونوں مذکورہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر وہ دونوں ایک دوسرے کو طاقت دیتی ہیں اور مسجد نبوی میں نماز پر ان دونوں کے ذریعے قیاس کو تقویت پہنچتی ہے۔

اس سے ہمیں یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ مدینہ منورہ کا بقیہ تمام شہروں پر بہت بڑا شرف اور بہت بڑی قدر و منزلت ہے اور اس میں حسنات کا اجر و ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور اللہ رب العزت نے برائیوں کے اضافہ نہ کرنے سے بھی احسان عظیم فرمایا ہے، جیسا کہ مکرمہ کا حال ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم

اور جو کوئی اس (مکہ مکرمہ) میں الحاد و ظلم کا ارادہ کرے گا ہم اس کو دردناک عذاب دیں گے (سورۃ الحج آیت ۲۵)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ مکہ سے طائف کی طرف نکلے تو فرمایا (مالی وبلد تضاعف فیہ السیات کما تضاعف الحسنات) میرا اور اس شہر کا کیا حال ہے جس میں گناہ بھی اتنے ہی سزا میں بڑھ جاتے ہیں جیسا کہ بھلائیاں و حسنات درجات میں بڑھ جاتی ہیں۔